غیر مسلم کی شہادت کی شرعی حیثیت

☆ ڈاکٹر رشید احمد

Abstract:

Evidence of non-Musims in Islamic perspective. It is the responsibility of an Islamic state to ensure justice in all walks of life. Islamic law provides justice to all its citizens, irrespective of their race, colour and religion etc.

There is a difference of opinion amongst the jurists as to whether a non-Muslim can be a witness for or against a Muslim or not? As for as the matters of giving evidence in favour of or against each other amongst themselves is concerned, so, majority of the jurists say that of is permissible.

This research article deals with this issued opinions of the jurists have been presented with their arguments.

تمہید:

ایک صالح معاشرے کا قیام اس وقت تک ممکن نہیں ہیں جب تک ہر شعبہ زندگی میں نظام عدل کو بالادستی حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾(۱)۔

" یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کا بھلائی اور قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کو اور نا معقول کاموں کو اور تعدی کو اور سرکشی کو منع کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ

☆ لیکچرر، شیخ زاید مرکزِ اسلامی، جامعۂ پشاور۔

اس لئے نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرلو۔''(۲)

قیام عدل تب ممکن ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی ایک ایسے نظام کے تابع ہو جسمیں تمام لوگوں کے لئے راہنمائی کے ساتھ ساتھ اس کو ایک باقاعدہ منظّم صورت بھی میسر ہو کہ معاشرہ میں کسی بھی طبقے کی حقوق تلفی نہ ہو۔ اسلامی ریاست کے بنیادی فرائض میں سے ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ چاہے مسلم شہری ہو یا غیر مسلم، تمام طبقات کے حقوق کا تحفظ کو یقینی بنائے۔

ایک اسلامی ریاست میں لوگوں کے درمیان جب تنازعات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو عدالتوں کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ عدالت میں جب کوئی مقدمہ لے جاتا ہے تو مختلف طریقہ ہائے اثبات مثلا الشہادت، الاقرار، الیمین اور القرائن وغیرہ سے فیصلہ دینے میں مدد لی جاتی ہے۔ ان میں الشہادت سرفہرست ہے اور شریعت کی رو سے جو مدعی ہوگا ہو شہادت بھی وہی پیش کریگا۔ حدیث میں ہے۔ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔(۳) یعنی مدعی البینة پیش کریگا اور منکر حلف اٹھائے گا۔

فقہاء اسلام نے ادائے شہادت کے لئے تفصیلی شرائط کا ذکر کیا ہیں۔ ان میں سے ایک اہم مبحث غیر مسلم کی شہادت کی ہے۔

عصر حاضر میں جبکہ دنیا ایک گاؤں کی صورت اختیار کرگئی ہے اس حوالے سے اس موضوع کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے کہ اس موضوع کے مالہ وماعلیہ پر بحث ہو:

اس بحث کے دو حصہ ہیں:

۱۔ غیر مسلم کا غیر مسلم پر شہادت کی شرعی حیثیت۔

۲۔ غیر مسلم کا مسلمان پر شہادت کی شرعی حیثیت۔

۱۔ غیر مسلم کی شہادت غیر مسلم پر: اس حوالے سے علماء کے آراء کی دو قسمیں ہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک غیر مسلم کی شہادت مطلقا ایک دوسرے پر جائز نہیں ہے۔ چاہے ان کا تعلق ایک مذہب سے ہو یا مختلف مذاہب سے۔

جمہور کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قبول شہادت کو عدالت سے مشروط کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾(۴) یعنی ''اور اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کرلیا کرو''۔(۵)

چونکہ غیر مسلم عادل نہیں ہوتے اس لئے ان کی شہادت بھی مقبول نہیں۔

اسی طرح قرآن کی رو سے گواہوں کا مسلمان ہونا لازمی ہے: ﴿وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ﴾(۶) "اورتم اپنے مردوں میں سے دو شاہدوں کو گواہ کر لیا کروں"(۷)

اور چونکہ کافر مسلمانوں میں سے نہیں ہے اسلئے ان کی گواہی مقبول نہیں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو کذب وفسق سے متصف کیا ہے جبکہ فاسق اور کاذب کی گواہی شریعت میں مقبول نہیں ہے۔ تیسرا یہ کہ غیر مسلم کی گواہی سے قاضی کو اس شہادت کی روشی میں قضاء کرنا لازمی ہو جائے گا۔ حالانکہ مسلمان کیلئے کافر کی شہادت ہر فیصلہ لازم نہیں ہے۔(۸) چوتھا یہ کہ ان کی شہادت قبول کرنا ان کی عزت اور مرتبہ میں بلندی ہے اور کافر اسکا مستحق نہیں ہے۔ تاہم حنفی فقہاء کا کہنا ہے کہ کفار کی شہادت ایک دوسرے پر مقبول ہوگی۔ ان کے دلائل جمہور کے مقابلے میں زیادہ راجح معلوم ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں فرمان ہے: ﴿وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِن تَأْمَنْهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ﴾(۹) "اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص تو ایسا ہے کہ اگر اے مخاطب تو اس کو مال ودولت کے ایک ڈھیر کا امین بنادے تو وہ اسے تجھ کو واپس کردے"(۱۰)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں امانتدار بھی ہیں اور شہادت میں امانتداری پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور ﴿وَالَّذينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ﴾(۱۱)

"اور جو لوگ کافر ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں"(۱۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک دوسرے پر ولایت کو ثابت فرمایا ہے:

اسی طرح حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جاء ت اليهود برجل وامرأة منهم زنيا، فقال لهم رسول الله ﷺ): ائتوني بأعلم رجلين منكم فأتوه بابنى صوريا، فنشدهما كيف تجد ان أمر هذين في التوراة! قالا: نجد فى التوراة إذا شهد أربعة أنهم رأوا ذكره في فرجها مثل الميل فى المكحلة رجما، قال: فما يمنعكما أن ترجموهما؟ قالا: ذهب سلطاننا فكرهنا القتل، فدعا رسول الله ﷺ بالشهود، فجاؤا بأربعة فشهدوا

أنهم رأوا ذكره في فرجها مثل الميل فى المكحلة فأمر برجمهما" (۱۳)

''حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا جنہوں زنا کا ارتکاب کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ اپنے میں سے دو علماء کو لے آیئے یہود نے صوریا کے دو بیٹے لائے ان کو قسم دیا گیا کہ آپ توراۃ میں اس بارے میں کیا حکم پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ توراۃ میں ہے کہ جب چار یہ گواہی دیں کہ انہوں نے زانی کا ذکر عورت کے فرج میں اس طرح دیکھا جس طرح کہ سرمہ (سلائی) سرمہ دانی میں ہوتا ہے، تو ان کو رجم کی سزا دیجاتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ پھر کس چیز نے آپ کو رجم کرنے سے روکے رکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم کمزور ہوگئے تو ہم نے قتل کو برا جانا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہوں کو بلایا اور جب انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مرد کے ذکر کو عورت کے فرج میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح کہ سرمہ سلائی سرمہ دانی میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے رجم کرنے کا حکم فرمایا''

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

"عن ابن عمر قال أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم يهودي ويهودية قد احدثا جميعا فقال لهم ما تجدون فى كتابكم قالوا ان احبارنا احدثوا تحميم الوجه والتجبية قال عبد الله بن سلام ادعهم يا رسول الله بالتوراة فاتى به فوضع أحدهم يده على ي ية الرجم وجعل يقرأ ما قبلها وما بعدها فقال له ابن سلام ارفع يدك فإذا أية الرجم تحت يده فامر بهما رسول الله ﷺ فرجما قال ابن عمر فرجما عند البلاط فرايت اليهودى اجنأ عليها" (۱۴)

''ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی اور ایک یہودن لائے گئے (انہوں نے بدکاری کی تھی)۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا تم اپنی کتاب (توراۃ) میں اس کی کیا سزا پاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارے عالموں نے تو منہ کالا کرنا اور دم کی طرف منہ کرکے سوار کرانا اسکی سزا فرمائی ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن

سلامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ علیہ وسلم تورات تو ان سے منگوایئے وہ آئی ایک یہودی نے رجم کی آیات پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس سے پہلے اور بعد کی آیات پڑھنے لگا۔ عبداللہ بن سلام نے اس سے کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھا جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت اس کے ہاتھ کے نیچے نکلی۔ پس رسول اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ دونوں رجم کئے گئے ابن عمرؓ فرماتے ہیں دونوں بلاط کے پاس رجم کئے گئے اور میں نے دیکھا یہودی یہودن پر جھک گیا تھا"

رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت پر ان دونوں پر حد لگانے کا حکم دیا ور ملزموں سے اعتراف اور اقرار کا مطالبہ نہیں کیا۔ اس طرح عقل بھی یہ تقاضہ کرتی ہے کہ ان کے آپس کے معاملات میں ان کی گواہی قبول کی جائے۔ کیونکہ ان کے درمیان مسلمان عام طور پر حاضر نہیں ہوتے۔ اس لئے اگر ان کی گواہی سرے ہی سے مسترد کی جائے تو ان کے حقوق کے ضائع ہونے کا امکان ہوگا۔

دوسرا یہ کہ کافر بھی اپنے قوم میں عادل اور سچا ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس کا کفر اسے گواہی دینے سے منع نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح ان کے کھانے ہمارے لئے حلال کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی گواہی ایک دوسرے پر مقبول ہونے کی اجازت بھی ہے(۱۵)۔

مسلمان پر غیر مسلم کی شہادت:

جہاں تک شہادت غیر مسلم خلاف مسلم کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں حنبلی فقہاء کے سوا جمہور علماء کا کہنا ہے کہ مسلمانوں پر ان کی گواہی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شہادت ایک ولایت ہے اور مسلمان پر کافر کی ولایت جائز نہیں ہے۔(۱۶) قرآن کریم میں ہے: ﴿وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾(۱۷) " اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں برتری کی ہرگز کوئی راہ نہ دے گا"(۱۸) البتہ حنبلی فقہاء نے سفر کی حالت میں ضرورت کی بناء پر جب مسلمان موجود نہ ہوں تو مسلمان پر کافر کی گواہی کو جائز کہا ہے۔ وہ قرآن پاک سے یہ دلیل دیتے ہیں۔

"یاأیّھا الذین امنوا شھادة بینکم إذا حضر أحدکم الموت حین الوصیة اثنان ذوا عدل منکم، أو آخران من غیرکم، ان أنتم ضربتم فی الأرض، فأصابتکم

مصيبة الموت "(۱۹)

"اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو وصیت کے وقت تمہارے آپس میں دو ایسے معتبر اور امانتدار آدمیوں کا وصی ہونا مناسب ہے جو تم ہی میں سے ہوں یا اگر تم سفر میں ہو اور تم کو موت کا حادثہ پیش آ جائے تو ان دونوں شخصوں کا تمہارے غیروں میں ہونے کا بھی مضائقہ نہیں "(۲۰)

ابن قیمؒ اپنے استاذ ابن تیمیہؒ سے نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

" وقول الإمام أحمد في قبول شهادتهم فى هٰذا الموضع:" هو ضرورة "يقتضى هٰذا التعليل قبولها في كل ضرورة حضرا و سفرا" (۲۱) " یعنی امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول ہے کہ اس جگہ ضرورت کی بناء پر مسلمان ہر غیر مسلم کی گواہی جائز ہے۔ اس لئے یہی سبب (یعنی ضرورت) اگر سفر میں ہو یا حضر میں مسلمان پر اس کی گواہی ہر ضرورت میں جائز ہوگی۔

اس حوالے سے جدید محققین میں سے ڈاکٹر انوار اللہ صاحب نے ایک متوازن رائے کا اظہار کیا ہے جسکے مطابق

Muslims reside in non-Muslim satates and many non-Muslims reside in Muslim states, and all the countries of the world are connected and tied with one another through mutual contracts and different international and territorial organisations under which every state is bound to give rights to all its residents which are available to the residents od the other states. Moreover all the nations of the world specially all Muslim countries have signed Geneva Convention, charter of Human Rights, which obliges them to treat non-Muslims like Muslims to a possable stage keeping in view the laws of Islam. Thus depriving non-Muslims of giving evidence for and against one another is not fit in the present day circumstances. It will be in the interest of the present day situation in Muslim Countries to allow non-Muslim to give evidence for and aganist one another in matters other than Hudud.

As far as Hudud crimes are concerned, their evidence for and against each other will be accptable but the accused shall not be punished with hadd but will

be punished with "tazir". Moreover, the evidence of a non-Muslim may also be accepted for and against a Muslim in matters other than Hudud because there is no express verse of the Holy Quarn and Hadith of the Holy Prophet which prohibit the accptablility of the evidence of a non-Muslim.

One the contrary according to verse 5:106 of the holy Quran, the evidence of tow non-Muslims for a Muslim is acceptable in connection with his will at the point of his death during a journy when Muslims are not available there.(۲۲)

یعنی کہ آج کل کے حالات بہت حد تک تبدیل ہو چکے ہیں۔ بہت سے مسلمان غیر مسلم مما لک میں رہتے ہیں جبکہ بہت سے غیر مسلم مسلم مما لک میں رہتے ہیں۔ جبکہ دنیا کے تمام مما لک ایک دوسرے سے باہمی معاہدات اور مختلف قسم کے بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں کے ذریعے مربوط ہو گئے ہیں۔ جن کے مطابق ہر ملک اس بات کا پابند ہے کہ اپنے ملک کے تمام شہریوں کو وہی حقوق دے جو کہ دوسرا ملک ان کو دے رہا ہے۔

علاوہ ازیں تمام دنیا کی اقوام اور بالخصوص مسلمان مما لک نے جنیوا کنونشن کے چارٹر آف ہیومن رائٹس پر دستخط کئے ہیں جو کہ ان پر لازم کر دیتا ہے کہ وہ اسلامی قانون کی روشنی میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ ممکن حد تک اس طرح سلوک کریں جسطرح کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اسلئے عصر حاضر کے تناظر میں یہ مناسب نہیں ہوگا کہ غیر مسلم ایک دوسرے کے خلاف گواہی دینے سے محروم کئے جائیں۔ بلکہ یہ مناسب ہوگا کہ مسلمان مما لک کے غیر مسلموں کو حق دیا جائے کہ وہ سوائے حدود ایک دوسرے کے لئے اور ایک دوسرے کے خلاف شہادت دیں۔

اور جہاں تک جرائم حدود کا تعلق ہے۔ تو ان میں غیر مسلموں کی گواہی ایک دوسرے پر مقبول ہوگی لیکن اس بنیاد پر ملزم کو حد کی سزا نہیں دی جائیگی بلکہ اس کو تعزیری سزا دیجائیگی۔ اسی طرح سوائے حدود کے مسلمان کے لئے یا مسلمان کے خلاف غیر مسلم کی گواہی مقبول ہوگی۔ وجہ یہ ہے قرآن یا حدیث میں صراحتاً آیت یا ایسی حدیث نہیں ہے جو کہ غیر مسلم کی شہادت کو منع کرتی ہو۔

برخلاف اسکے کہ قرآنی آیت ۵:۱۰۶ مسلمان گواہوں کی عدم موجودگی میں، مسلمان کیلئے حالت سفر میں وفات کے وقت مسلمان کی وصیت پر دو غیر مسلموں کی گواہی کی اجازت دیتی ہے۔

نتائج:

۱۔ اسلامی ریاست کے اہم فرائض میں سے قیام عدل ہے۔

۲۔ غیر مسلم جب غیر مسلم کے لئے یا غیر مسلم کے خلاف گواہی دیتا ہے، تو جمہور کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا، جبکہ احناف کے نزدیک ایسا جائز ہے۔

۳۔ جمہور کے نزدیک ایک غیر مسلم، مسلمان کے حق میں گواہی دے سکتا ہے، جبکہ حنبلی فقہاء کے نزدیک بوقت ضرورت ہی ایسا کرنا جائز ہے۔

۴۔ عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر حنبلی فقہاء کی رائے پر عمل کرنا مصالح کے زیادہ قریب ہے۔

حوالہ جات

۱۔ النحل ۱۶:۹۰

۲۔ سعید الدھلوی، مولانا، کراچی، مکتبہ رشیدیہ، کشف القرآن ج ۲/۴۴۲

۳۔ البیہقی، احمد بن حسین بن علی، السنن الکبری، کتاب الدعوی والبینات، باب البینۃ علی المدعی والیمین علی مدعی علیہ ج ۱۰ ص ۲۵۲، ملتان، نشر السنۃ۔

۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الشہادت باب الیمین علی المدعی علیہ دہلی، اصح امطابع

۔ المسلم، ابوالحسن، مسلم بن الحجاج، صحیح المسلم، کتاب الأقضیۃ، باب الیمین علی المدعی علیہ، بجنور، مدینہ پریس

۴۔ الطلاق ۔۲

۵۔ کشف القرآن ۲/۸۹۲ ص

۶۔ البقرۃ ۲۸۲

۷۔ کشف القرآن، ج ۱۲/ص ۷۵

۸۔ وھبہ الزحیلی، ڈاکٹر الفقہ الاسلامی وادلتہ ۶/۵۸۵ ط بیروت، دارالفکر حسن تنزیل الرحمان جٹس، اسلامی قانون شہادت، ص ۱۳۳ ط لاہور، پی ڈی پبلشرز

۔ ابن رشد الحفید، بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد، ج ۲ ص ۳۴۷، ط لاہور، فاران اکیڈمی

۔ القفال، سیف الدین ابی بکر محمد احمد الشاشی، حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذاھب الفقہاء، ج ۸ ص ۲۴۸ ط

مکۃ المکرّمۃ،مکتبۃ الحدیثۃ

۹۔ آل عمران ۷۵

۱۰۔ کشف القرآن ۱,۲۹

۱۱۔ الانفال ۷۳

۱۲۔ کشف القرآن ۱/۶۹۲

۱۳۔ سنن ابی داؤد۔کتاب الحدود، باب فی الرجم الیہودیین

۱۴۔ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الرجم فی البلاط

۱۵۔ الفقہ الاسلامی، وادلتہ ۶/۵۸۴

۱۶۔ الکاسانی، علاء الدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج۶ ط۲۶۰، ط پاکستان، ایچ ایم سعید کمپنی۔

۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ ج۶ ص۵۸۵

۔ النووی، ابوزکریا محی الدین بن شرف، المجموع شرح المہذب ج۲۰ ص۲۲۶، ط بیروت، دار لفکر۔

۱۷۔ النساء ۱۴۱

۱۸۔ کشف القرآن ۱/۱۵۹

۱۹۔ النساء ۱۰۶

۲۰۔ کشف القرآن ۱/۱۷۸

۲۱۔ الطرق الحکیمۃ ۱۷۶۔۱۹۳

۲۲۔ Dr: Islamic law of Evidence p:7 Published by, Islamabad,Anwarullah, Shariaha academy.